# جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ دنیا سے ظلم و ستم کو مٹانے کیلئے عالمی سطح پر کوششیں کرے

## دنیا بھر کے مسائل عصبیّت، ناانصافی اور خود غرضی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں

خطبہ نمبر ۱
روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۴۱/۷۶ | بدھ ۱۴۔ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۲۔ صلح ۱۳۷۰ ہش، ۲۔ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۲

**آج عراق سے کہیں زیادہ بڑے خطرات دنیا میں سر اٹھانے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ ان کو بروقت نہ روکا گیا تو امن کی توقع خام خیالی ہوگی**

## امریکہ اور روس کی صلح کے نتیجے میں بہت سی قوموں کے چھوٹے چھوٹے جھگڑے ابھر کر سامنے آگئے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۶۔ نبوت ۱۳۶۹ ہش (۱۶۔ نومبر ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل لندن

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

### دنیا کے لئے دو بڑے خطرات خود غرضی اور عصبیت

آج امنِ عالم کو سب سے زیادہ خطرہ عصبیت اور خود غرضی سے ہے جو بدقسمتی سے اس وقت دنیا کے اکثر سیاستدانوں کے دماغوں پر راج کر رہی ہیں۔ سیاستدان خواہ مشرق کا ہو یا مغرب کا، سیاہ فام ہو یا سفید فام، بالعموم سیاست کے ساتھ شاطرانہ چالیں اس طرح وابستہ ہو جاتی ہیں کہ اخلاقی قدروں اور سیاست کے اکٹھا چلنے کا سوال نہیں رہتا۔ صرف ایک اسلام ہے جس کی سیاست شاطرانہ چالوں سے پاک ہے۔ اور وہی اسلامی سیاست ہے ورنہ یہ کہہ دینا کہ اسلام ہمارا دین ہے اور ہماری سیاست ہے اور سیاست کی اقدار کو اسلام سے الگ کر دینا یہ ایک غیر حقیقی بات ہے اس میں کوئی سچائی نہیں۔ اسلامی سیاست کا فی الحال دنیا میں کہیں کوئی نمونہ دکھائی نہیں دے رہا خواہ وہ اسلامی ممالک ہوں یا غیر اسلامی ممالک ہوں ہر جگہ سیاست کا ایک ہی رنگ ڈھنگ ہے اور سیاست پر خود غرضی حکومت کر رہی ہے۔ اصولوں سے الگ عصبیتیں وہاں حکومت کر رہی ہیں۔ پس دنیا کو سب سے بڑا خطرہ عصبیت سے اور خود غرضی سے لاحق ہے۔ جب روس اور امریکہ کے درمیان یہ صلح کا انقلابی دور شروع ہوا تو دنیا کے سیاستدانوں نے بڑی امید سے مستقبل کی طرف نظریں اٹھائیں اور یہ کہنا شروع کیا کہ اب امن کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے حالانکہ یہ محض خوابوں میں اور جاہلانہ خوابوں میں بسنے والی بات ہے۔ ان نئے انقلابی حالات کے نتیجے میں کچھ فائدے بھی پہنچے ہیں لیکن کچھ نقصانات بھی ہوئے ہیں اور ان نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ مشرق اور مغرب کی نظریاتی تقسیم کے نتیجے میں جو عصبیتیں پہلے دبی ہوئی تھیں وہ اب ابھر کر سامنے آ گئی ہیں اور دن بدن زیادہ ابھر کر مختلف علاقوں میں کئی قسم کے خطرات پیدا کرنے والی ہیں۔ جب بہت بڑے بڑے خطرات درپیش ہوں۔ جب دنیا دو بڑے حصوں میں منقسم ہو تو بہت سے چھوٹے چھوٹے خطرات ان خطرات کے سائے میں نظر سے غائب ہو جایا کرتے ہیں یا بعض دفعہ دب جاتے ہیں، ایسا ہی بیماریوں کا حال ہے۔ بعض دفعہ ایک بڑی بیماری لاحق ہو جائے تو چھوٹی چھوٹی بیماریاں پھر ایسے انسان کو لاحق نہیں ہوتیں اور جسم کی توجہ اس بڑی بیماری کی طرف ہی رہتی ہے۔

پس بنی نوع انسان کے لئے جو خطرات اب ابھرے ہیں وہ اتنے وسیع ہیں اور اتنے بھیانک ہیں کہ جب تک ہم ان کا گہرا تجزیہ کر کے ان کے خلاف آج ہی سے جہاد نہ شروع کریں اس وقت تک یہ خیال کر لینا کہ ہم امن کے ایک دور میں، امن کے گہوارے میں منتقل ہو رہے ہیں یہ درست نہیں ہے بلکہ آنکھیں بند کر کے خطرات کی آگ میں چھلانگ لگانے والی بات ہوگی۔ میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں تاکہ تمام دنیا میں جماعت احمدیہ، خصوصیت کے ساتھ ہر ملک میں جہاں بھی جماعت احمدیہ موجود ہے اس کے دانشوروں تک یہ پیغامات پہنچائیں۔ انہیں سمجھانے کی کوشش کریں اور ان پر جہاں تک ممکن ہے اخلاقی دباؤ ڈالیں کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں ان خطرات کے خلاف آوازیں بلند کریں اور اپنی اپنی رائے عامہ کو علمی روشنی عطا کریں اور ان کو بتائیں کہ دنیا کو اس وقت کیا کیا خطرات درپیش ہیں۔ آج اگر توجہ نہ کی گئی تو کل بہت دیر ہو جائے گی۔

### عراق سے زیادہ بڑے خطرات

عراق و کویت کے جھگڑے میں جو بات کھل کر سامنے آئی وہ یہ نہیں تھی کہ ایک ظلم کے خلاف ساری دنیا متحد ہو گئی ہے اس حقیقت کو اس طرح دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے کہ دیکھو روس اور امریکہ کی صلح کے نتیجے میں یا ان دو بلاکس کے قریب آنے کے نتیجے میں اب ساری دنیا خطرات کا نوٹس لے رہی ہے اور امنِ عامہ کو جہاں بھی خطرہ درپیش ہوگا وہاں سب دنیا اکٹھی ہو کر اس خطرے کے مقابلے پر متحد ہو جائے گی، یہ بات درست نہیں ہے۔ میں خطرات کی بعض مثالیں آپ کے سامنے رکھوں گا جو اس سے بہت زیادہ بھیانک

مسلسل ص ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ ص۱ سے آگے

خطرات ہیں جو عراق کی صورت حال سے دنیا کے سامنے آئے ہیں اور ان سے نہ صرف آنکھیں بند کی جا رہی ہیں بلکہ لمبے عرصے سے آنکھیں بند کی گئی ہیں اور آئندہ بھی کی جائیں گی۔ یہاں تک کہ بعض قوموں کے خود غرضی کے مفادات ان خطرات کی طرف انہیں متوجہ ہونے پر مجبور کریں۔

قومی اور نسلی خطرات اور لسانی اختلافات کے خطرات اور مذہبی اختلافات کے خطرات اور تاریخی جھگڑوں کے خطرات۔ یہ اور اس قسم کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں ہم خطرات کو تقسیم کر سکتے ہیں اور ان کی مثالیں جب سامنے رکھتے ہیں تو ایک انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کتنے بڑے آتش فشاں مادے ہیں، کتنے بھیانک آتش فشاں مادے ہیں جو ساری دنیا میں جگہ جگہ دبے پڑے ہیں اور کسی وقت بھی اُن کو چھیڑا جا سکتا ہے۔ چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

## ہندوستان کی مثال

مذہبی سیاسی خطرات میں سے ہندوستان کی مثال آپ کے سامنے ہے وہاں پہلے سکھ قوم نے اپنے مذہب کی بناء پر ایک قومی تشخص اختیار کرتے ہوئے ہندوستان کی دیگر قوموں سے علیحدگی کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبہ پاکستان کے تصور سے کچھ ملتا جلتا مطالبہ ہے لیکن خالصۃً سیاسی مطالبہ نہیں تھا بلکہ مذہب اور سیاست نے مل کر ایک عصبیت کو پیدا کیا اور اس عصبیت کے نتیجے میں باقی قوموں سے اس ملک میں علیحدگی کا ایک رجحان پیدا ہوا۔ اس کے برعکس اس کو دبانے کے لئے بھی عصبیتیں ابھری ہیں اور اس جھگڑے میں دونوں طرف سے کسی نے بھی نہ یہ مطالبہ کیا ہے کہ آپس میں مل بیٹھ کر انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان جھگڑوں کو طے کریں اور یہ دیکھیں کہ کس حد تک انصاف اور حسنِ سلوک کے نظریے کے تابع یہ معاملات طے ہونے چاہئیں اور خطرات اگر سکھوں کو درپیش ہیں تو ان کا ازالہ ہونا چاہیئے۔ لیکن دونوں طرف سے یہی آواز بلند کی جا رہی ہے کہ سکھ کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ رہنا ہمارے لئے خطرہ ہے۔ ہمارے مذہبی قومی تشخص کو ہندوستان کے ساتھ رہنا ہمیشہ کے لئے مٹا دے گا۔ اور ہندوستان کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اس آواز کو اگر ہم نے تسلیم کر لیا تو ہندوستان پھر اس طرح ٹکڑوں میں تقسیم ہونا شروع ہو جائے گا کہ اس کو پھر روکا نہیں جا سکتا۔ دونوں آوازوں میں بڑا وزن معلوم ہوتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر آخری وجہ تلاش کی جائے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دونوں طرف خود غرضیاں بھی ہیں اور دونوں طرف عصبیتیں بھی ہیں۔ ہندوستان نے تقسیم ہند کے بعد چھوٹی قوموں سے جو سلوک کیا ہے اس میں عصبیتوں نے بہت کام دکھائے ہیں، بہت کردار ادا کیا ہے۔ ہندو بھاری اکثریت ہے اور باوجود اس کے کہ ہندوستان کی ریاست مذہبی نقطۂ نگاہ پر قائم نہیں ہوئی ہے لیکن ہندو نے ایک قومیت اختیار کر لی ہے اور اپنی کثرت اور اکثریت کی بناء پر جو قوت ہندو کے ہاتھ میں ہے اس قوت میں باقی چھوٹی قومیں شریک نہیں رہیں اور فیصلے کی تمام تر طاقتیں ہندوؤں کے ہاتھ میں رہی ہیں خواہ وہ اپنی حکومت کو سیکولر کہتے چلے جائیں مگر امرِ واقعہ یہی ہے اور ہندوؤں ہی میں صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ ہندوؤں کے ایک طبقے کے ہاتھ میں رہی ہیں جسے ہم برہمن طبقہ یا اونچی ذات کا طبقہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ وہ عصبیتیں تھیں جنہوں نے پھر آگے جھگڑوں کو جنم دیا ہے۔ بنیادی طور پر سیاست کارفرما تھی لیکن اس بنیاد کے نیچے حقیقت میں عصبیتیں دبی پڑی تھیں اور ان عصبیتوں نے اس عمارت کو ضرور ٹیڑھا بنانا تھا جو عصبیتوں کے اوپر قائم کی جا رہی تھی۔ پس ہندوستان میں اس وقت ہمیں جو بہت سے خطرات نظر آ رہے ہیں اس کی آخری وجہ عصبیت ہے اور انصاف سے ہٹ کر خود غرضی کے نتیجے میں فیصلے کرنے کا رجحان ہے چنانچہ دیکھیں، اب جو مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تفریق ہونی شروع ہوئی ہے اور بہت گہری RIFT پڑ چکی ہے، بہت گہری دراڑیں پڑ گئی ہیں اس کی بناء ہندو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی عصبیت ہے اور مسلمان کہتے ہیں کہ ہندوؤں کی عصبیت ہے۔ اسی طرح لسانی لحاظ سے ہندوستان میں جو خطرات ابھر رہے ہیں ان میں بھی دراصل عصبیتیں کام کر رہی ہیں۔

جنوبی ہندوستان اس احساس محرومی میں مبتلا ہو رہا ہے کہ شمالی ہندوستان کی قومیں جو ہندی زبان سے زیادہ آشنا ہیں یا سنسکرت سے کسی حد تک آشنا ہیں وہ سارے ہندوستان پر حکومت کر رہی ہیں اور ہندوستان میں جو تقریباً ۱۵۰۰ زبانیں بولی جاتی ہیں اُن زبانوں سے منسلک قوموں کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا یعنی وہ قومیں جن کی یہ زبانیں ہیں، اُن سب کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا تو ہندوستان کی ہر تقسیم کے پیچھے دراصل پس منظر میں عصبیت اور خود غرضی دکھائی دے گی ان کے نام مختلف ہو جائیں گے۔ کہیں لسانی جھگڑے نظر آئیں گے، کہیں مذہبی جھگڑے نظر آئیں گے، کہیں قومی جھگڑے نظر آئیں گے، کہیں ذات پات کے جھگڑے نظر آئیں گے۔ مثلاً چھوٹی ذات کا ہندو جو ہے وہ ہزاروں سال سے اونچی ذات کے ہندو کے مظالم کا نشانہ بنا ہوا ہے اور اُن کی چکی کے اندر پیسا جا رہا ہے۔ اور اس کو کوئی بھی انسانی شرف نصیب نہیں ہو سکا۔ اس قدر ظالمانہ سلوک ہے یعنی عملاً سلوک کی بات نہیں میں کر رہا، فلسفیاتی اور نظریاتی تفریق ایسی ہے کہ اس کے نتیجے میں یہ قومیں جو ہیں وہ کسی انسانی شرف کی مستحق ہی نہیں ہیں۔ حال ہی میں وی۔ پی۔ سنگھ صاحب کی حکومت ٹوٹی ہے اس کے ٹوٹنے کی وجہ حقیقت میں یہی ہے کہ انہوں نے عصبیتوں کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ انہوں نے انصاف کے حق میں جھنڈا بلند کیا تھا اور باوجود اس کے کہ خود اونچی قوم سے تعلق رکھتے تھے یعنی راجپوت قوم سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے چھوٹی قوموں کے حقوق دلانے کے لئے ایک عظیم مہم کا آغاز کیا۔ اسی طرح مسلمانوں کے مذہبی تقدس کی حفاظت کی۔ غرضیکہ یہ جو لڑائی ہندوستان میں اب شروع ہوئی ہے اس کے نام آپ کو مختلف دکھائی دیں گے، تفریقیں مختلف نہج کی ہوں گی لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ انصاف کی کمی اور عصبیت کا عروج یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جو سارے ہندوستان کے لئے ایک خطرہ بن کر ابھر رہی ہے اور یہ خطرہ دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

برطانیہ جیسا ملک جو بظاہر بیسویں صدی کے، اب تو اکیسویں صدی شروع ہونے والی ہے، بیسویں صدی کے آخری کنارے پر دنیا کے ممتاز ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہوتا ہے، یہاں آج تک عصبیتیں کام کر رہی ہیں اور ان کی سیاست آج بھی عصبیتوں سے آزاد نہیں ہو سکی۔ آئرلینڈ میں مذہبی عصبیت سیاست کے ساتھ مل کر اپنے جوہر دکھا رہی ہے۔ دوسری قوموں کے اوپر حکومت کرنے کا جو تاریخی عمل ہے وہ باوجود اس کے کہ ہمیں رکا ہوا دکھائی دیتا ہے مگر واقعۃً جاری ہے انگریز کی حکومت دنیا سے سمٹ کر بظاہر اب اپنے علاقے میں آچکی ہے لیکن انگریز کی تجارتی حکومت، انگریز کے سیاسی نفوذ کی حکومت آج بھی سب دنیا میں جگہ جگہ پھیلی پڑی ہے اور یہ عصبیت کہ ہمیں حق ہے کہ ہم دنیا پر راج کریں اور اُن کی اقتصادیات پر بھی حکومت کریں، ان کے جغرافیے پر بھی حکومت کریں، ان کے سیاسی جوڑ توڑ پر بھی حکومت کریں اور اُن کو اپنی خارجہ پالیسی پر آخری اور مکمل اختیار نہ ہو بلکہ عملاً ہم اُن کی خارجہ پالیسی طے کرنے والے ہوں خواہ بظاہر دنیا ہمارے اور ان کے درمیان اس کے اندر کوئی رشتہ نہ دیکھے لیکن اصولی اور وسیع پیمانے پر جو خارجہ پالیسی بنائی جاتی ہے یہ قومیں چھوٹی قوموں کو اس کے تابع دیکھنا چاہتی ہیں اور تب اُن کو پتہ لگتا ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی آزاد نہیں ہے جب اپنی خارجہ پالیسی کو اس رنگ میں تشکیل دینے کی کوشش کرتے ہیں جو ان بڑی قوموں کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرنے کے مترادف ہو جاتی ہے یعنی تجاوز اختیار کرنے لگتی ہے یعنی عملاً یہ ہو رہا ہے کہ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کی خارجہ پالیسی اس طرح بناتی ہیں کہ انہوں نے خود بعض دائرے مقرر کر لئے ہیں کہ ان دائروں کے اندر رہتے ہوئے یہ دوسری قوموں سے اپنے تعلقات اختیار کریں یا اُن میں تبدیلیاں پیدا کریں تو کوئی حرج نہیں لیکن جہاں اُن دائروں سے باہر قدم رکھا وہاں ہم ضرور کوئی بہانہ ڈھونڈیں گے ان کے معاملات میں دخل دینے کا۔ اور ان کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی تو برطانیہ بھی بذاتِ خود عصبیتوں کا بھی شکار ہے اور ان کی عصبیت طرح طرح کے مظالم دنیا پر بھی توڑ رہی ہے۔

## ترک قوم کے نئے نئے خیالات اور امنگیں

نسلی عصبیتوں میں ہمیں مثال کے طور پر روس میں اس وقت بہت سے خطرات دکھائی دیتے ہیں۔ نسلی عصبیتوں کے لحاظ سے ترک قوم اس وقت ایسے تاریخی دور سے گزر رہی ہے کہ اس میں نئے نئے قسم کے خیالات اور امنگیں پیدا ہو رہی ہیں اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس قوم نے آئندہ چند سالوں میں کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کرنی ہے جس کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے عالمی تغیرات برپا ہو سکتے ہیں یا کل عالم کے امن پر اس کا اثر پڑ سکتا ہے۔ میں نے گذشتہ خطبے میں بتایا تھا کہ ترکوں کی اکثریت ترکی سے باہر بستی ہے اور نصف سے زیادہ ان میں سے سوویٹ یونین میں رہتے ہیں۔ چنانچہ ترکی میں کل ترک ۴۴ ملین ہیں۔ یعنی ۴ کروڑ ۴۰ لاکھ اور سوویٹ یونین میں ۲۴ ملین یعنی ۲،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کروڑ اور ۲۰ لاکھ۔ اسی طرح چین میں ۷ ملین۔ گویا ان دونوں اشتراکی ملکوں میں بسنے والے ترک اپنی مجموعی طاقت کے لحاظ سے ترکی سے بھی زیادہ ہیں، ترکی میں بسنے والے ترکوں سے بھی زیادہ ہیں لیکن ان کا رجحان اُن ملکوں کی طرف نہیں جن میں یہ رہتے ہیں بلکہ ترکی کی طرف ہے اور ترکوں کا رجحان بھی اب ان کی طرف ہے اور اُن کی آنکھیں کھل رہی ہیں۔ میں جب پرتگال اور سپین کے دورے پر گیا تو دونوں جگہ بلغاریہ کے ایمبیسیڈر نے مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور ملاقات کی اور اُن سے گفتگو کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں ترکی سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ زیادہ تفصیل سے جب چھان بین کی گئی تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ ترکی سے اس وجہ سے خائف ہیں کہ انہوں نے ماضی میں ترک قوموں پر کچھ زیادتیاں کی ہوئی ہیں۔ اور اب جبکہ روس کی حفاظت کا سایہ ان کے سر سے اُٹھ رہا ہے تو ان کو خطرہ یہ ہے کہ ہم ترکی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور ترک قوم اپنے تاریخی بدلے ہم سے لے گی۔ چنانچہ اس وقت تو مجھے علم نہیں تھا۔ یہاں آنے کے بعد جب میں نے مزید جستجو کی تو مجھے بلغاریہ کی پریشانی کی وجہ تو سمجھ آ گئی۔ ۱۹۸۹ء میں یعنی پچھلے سال بلغاریہ نے بلغاریہ کے اندر بسنے والے ترکوں پر اتنے مظالم کئے کہ ایک ہی سال میں ۳ لاکھ ترک بلغاریہ سے ہجرت کر کے ترکی چلے گئے۔ پس قومی عصبیتیں نہ صرف اس دور میں قائم ہیں بلکہ روس کے اندر برپا ہونے والے انقلاب کے نتیجے میں ابھر رہی ہیں۔ پس بہت ہی جاہل انسان ہوگا جو یہ کہہ دے کہ دنیا ایک بڑے امن کے دَور میں داخل ہو رہی ہے۔ بڑی بڑی جنگوں کے خطرے ٹل گئے ہیں عملاً یہ دبے ہوئے خطرے اب سر نکال رہے ہیں۔ اسی طرح آرمینیا اور ترکی کے درمیان دیرینہ مخالفتیں ہیں۔ اسی طرح آذربائیجان جو روس کا ایک علاقہ ہے اور آرمینیا، ان دونوں کے درمیان تاریخی مخاصمتیں چلی آ رہی ہیں اور جو ترک روس میں بستے ہیں ان میں بھی آپس میں ایک دوسرے سے اختلافات ہیں اور اُزبک ترک باقی ترکوں سے الگ اپنی ایک شخصیت کے متقاضی ہیں اور ان کو خطرہ ہے کہ اگر ہم روس کے دوسرے ترکوں کے ساتھ ملا دیئے گئے تو ہماری شخصیت اس میں کھوئی جائے گی اور ہم اُن سے مغلوب ہو جائیں گے اور اُزبکستان اور ساتھ کے ہمسایہ ترک صوبوں میں لمبے عرصے سے لڑائیاں جاری ہیں اور اختلافات ہیں۔

## افریقہ کے نسلی تعصبات

جہاں تک نسلی تعصبات کا تعلق ہے اُن میں ہمیں اب افریقہ پر نظر کرنی چاہیئے۔ دراصل یہ افریقہ میں جتنے بھی اختلافات ہیں اور خطرات ہیں اس کا پس منظر جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا، مغربی قوموں کا افریقہ پر تسلط ہے جس نے ماضی میں کئی قسم کے رنگ دکھائے اور قوموں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ ایک زبان بولنے والوں کو الگ الگ کیا۔ قبائل کی اس طرح تقسیم کی کہ ملک کے اندر بھی اختلافات دبنے کی بجائے اور زیادہ نمایاں ہو کر ابھرنے لگے اور اب موجودہ حالت میں افریقہ میں ایسے خطرات درپیش ہیں کہ پہلے اگر روس اور امریکہ کی رقابت کے نتیجے میں بعض قوموں کو بعض قوموں کے خلاف تحفظات حاصل ہو گئے تھے، اب وہ تحفظات قائم نہیں رہ سکتے اور کچھ عرصے کے بعد ان کے اندرونی جھگڑے رنگ لانے لگیں گے۔ چنانچہ لائبیریا میں جو کچھ ہوا ہے یہ دراصل اسی کا نتیجہ ہے۔ اس سے پہلے لائبیریا پر مغربی قوموں کی بڑی گہری نظر رہتی تھی اور اختلافات جو قومی اختلافات تھے اُن کو یہ لوگ کسی حد تک سنبھالے ہوئے تھے لیکن جب روس اور امریکہ کی یہ رقابت ختم ہوئی تو اچانک وہ خطرے اُٹھ کھڑے ہوئے اور سارے افریقہ میں اب جمہوریت کے نام پر اور ملٹی پارٹی (کثیر الجماعتی) سسٹم کو نافذ کرنے کے لئے آوازیں اُٹھنی شروع ہوئی ہیں تو سیاسی نقطۂ نگاہ سے بھی افریقہ مختلف خطرات کا شکار ہے یعنی سیاسی نقطۂ نگاہ سے مراد یہ ہے کہ کونسا سیاسی نظام وہاں جاری ہونا چاہیئے، اس نقطۂ نگاہ سے بھی، قومی نقطۂ نگاہ سے بھی اور قوموں کے درمیان سرحدی جھگڑوں کے لحاظ سے بھی اور بدقسمتی سے مذہبی نقطۂ نگاہ کے لحاظ سے بھی کئی قسم کے خطرات درپیش ہیں اور مشکل یہ ہے کہ اُن خطرات کو دور کرنے کے لئے کوئی اجتماعی کوشش ابھی شروع ہی نہیں کی گئی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ جب کہتے ہیں کہ ہم نے ساری دنیا کو اکٹھا کر کے عراق کے خطرے کی طرف متوجہ کر دیا اور بہت ہی عظیم الشان کارنامہ ہوا ہے امنِ عالم کے سلسلے میں۔ تو یہ محض فرضی باتیں ہیں اور جھوٹے حقیقت سے خالی دعوے ہیں۔ یہ سارے خطرات جو میں نے آپ کو دکھائے ہیں، یہ چند نمونے ہیں۔ بے شمار خطرات اس نوعیت کے ہیں جو آتش فشاں مادوں کی طرح جگہ جگہ دبے پڑے ہیں بعض میں سرسراہٹ پیدا ہو رہی ہے اور وہ پھٹنے پر تیار بیٹھے ہیں اور بعض کچھ وقت کے بعد پھٹیں گے لیکن جو تفریقیں ہیں یعنی قومی، لسانی، مذہبی، یہ تفریقات اپنی جگہ کھل کھیلنے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ میں چند نمونے آپ کے سامنے اور رکھتا ہوں۔

## دیگر قوموں کے نسلی تنازعات

گریک اور ٹرکش یعنی یونانی اور ترک قوم کے دیرینہ اختلافات جو نیٹو کی وجہ سے دبائے گئے تھے یعنی چونکہ گریس (GREECE) بھی مغربی ملک تھا اور ترکی بھی ایک حصّے میں مغربی ہونے کے لحاظ سے یعنی یورپین کہلانے کی وجہ سے نیٹو کا ممبر تھا اس لئے ان کے مفادات کا تقاضا تھا کہ جب تک روس کا خطرہ درپیش ہے ان کو آپس میں نہ لڑنے دیا جائے لیکن وہ اختلافات دبے نہیں، ختم نہیں ہوئے بلکہ کچھ عرصے کے لئے وقتی مفادات نے ان کو نظر انداز کئے رکھا لیکن موجود ہیں۔ اسی طرح آرمینین کا میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ ہندوستان میں لسانی جھگڑے ہیں۔ سری لنکا میں لسانی تفریق کے نتیجے میں اور قومی تفریق کے نتیجے میں خوفناک جھگڑے ہیں۔ نسلی برتری کے اعتبار سے یہود کی طرف سے تمام دنیا کو آج بھی اسی طرح خطرہ ہے جیسا گزشتہ کئی ہزار سال سے رہا ہے اور یہودی قوم دنیا سے نسلی برتری کے تصوّر کو مٹانے میں بظاہر صفِ اوّل کا کردار ادا کر رہی ہے اور دنیا میں بہت پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ یہودیوں کی طرف سے کہ نسلی تفریقوں کو مٹانا چاہیئے اور نسلی تعصبات کو مٹانا چاہیئے، یہ صرف اس لئے کہا جا رہا ہے کہ ان کو خطرہ ہے کہ نسل کے نام پر یہود کو کسی وقت بعض قومیں اپنے غضب کا نشانہ نہ بنا لیں لیکن جہاں تک یہود کی غیر قوموں پر نسلی برتری کا تعلق ہے ان کا نظریہ ہٹلر کے نازی نظریے سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ ان کے لٹریچر کا میں نے تاریخی طور پر مطالعہ کر کے دیکھا ہے۔ آج کا لٹریچر نہیں، قدیم سے حضرت داؤدؑ کے زمانے سے ان کے لٹریچر میں ایسا مواد ملتا ہے کہ گویا یہ قوم دنیا پر غالب آ کر دنیا کو غلام بنانے کے لئے پیدا کی گئی تھی اور جب تک تمام عالم کو یہودی تسلط کے نیچے نہ لایا جائے دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ بات یہ بھی امن کی کرتے ہیں لیکن ایسے امن کی بات کرتے ہیں جو ان کے زاویۂ نگاہ سے امن دکھائی دیتا ہے اور ساری دنیا کے زاویۂ نگاہ سے فساد اور ظلم دکھائی دیتا ہے۔ پھر اسی طرح امریکہ میں نسلی برتری کا تصوّر آج بھی اسی طرح اپنے جوہر دکھا رہا ہے۔ اگرچہ جہاں تک قانونی تحفظات کا تعلق ہے، امریکہ کے کالے لوگوں کو سفید فام قوموں کے ساتھ ایک مساوات عطا ہو چکی ہے لیکن نسلی تعصبات ان قوانین کے ذریعے مٹا نہیں کرتے۔ قوانین جو بھی ہوں نسلی تعصبات کا اپنا ایک قانون ہے جو رائج رہتا ہے اور باقی قوانین پر غلبہ پا لیتا ہے۔ پس امریکہ میں سیاہ فام قوموں کی جو موجودہ حالت ہے اس کو سفید فام قوموں کے برابر سمجھنا انتہائی پاگل پن ہوگا۔ کسی پہلو سے بھی ان کو مساوات نصیب نہیں۔ ہر پہلو سے وہ اتنا پیچھے جا چکے ہیں اور اتنا دبائے گئے ہیں کہ ان کے اندر نفرتیں ابھر رہی ہیں۔ مجھے جب میں امریکہ گیا تو کسی نے یہ کہا کہ آپ کی جماعت بہت آہستہ پھیل رہی ہے اور بعض (......) فرقے ہیں۔ ان کالے افریقنوں میں بڑی تیزی کے ساتھ مقبول ہو رہے ہیں، آپ بھی کوئی ایسی ترکیب کریں۔ میں نے اُن کو کہا کہ میں تو ایسی ترکیبوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مذہب کے نام پر اُن کے اندر دبی ہوئی نفرتوں کو ابھارتے ہیں اور چنگاریوں کو آگ بناتے ہیں اور یہ ان کے مزاج کے مطابق بات ہے۔ اس لئے آج اگر احمدیت نفرت کی تعلیم دینا شروع کرے اور ان کے اندر جو احساس کمتری ہے اس سے کھیلنے لگے اور اس دبی ہوئی آگ کو شعلے بنانا چاہے تو جماعت احمدیہ اتنی منظم جماعت ہے کہ تمام دوسری جماعتوں پر اس لحاظ سے سبقت لے جا سکتی ہے۔ دس پندرہ سال کے اندر سارے امریکہ کے کالوں پر جماعت احمدیہ قبضہ کر سکتی ہے مگر ہمیں کسی عددی غلبے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ایسے عددی غلبے کے منہ پر تھوکتے بھی نہیں جس کے نتیجے میں قومیں قوموں سے نفرت کرنے لگیں اور امن جو ہے وہ جنگ کی آگ میں تبدیل ہو جائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کا نظریہ بالکل مختلف نظریہ ہے۔ ہمیں آج اگر غلبہ نصیب نہیں ہوگا تو دو سو سال کے بعد ہو جائے گا۔ چار سو سال، ہزار سال کے بعد ہو جائے گا ........

پس یہ جو نسلی تفریقیں ہیں یہ امریکہ میں شمال میں بھی ملتی ہیں اور جنوب میں بھی ملتی ہیں۔ وہاں کے، امریکہ کے ریڈ انڈینز کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو عملاً صفحۂ ہستی سے مٹائے جا چکے ہیں لیکن جنوبی امریکہ میں ریڈ انڈینز بڑی بھاری تعداد میں موجود ہیں بلکہ LATIN یعنی لاطینی قوموں کے مقابل پر بہت سے ممالک ہیں بھاری اکثریت میں موجود ہیں، اس کے باوجود اُن کو اس طرح دبایا جا رہا ہے، اس طرح اُن کے حقوق سلب کئے جا رہے ہیں کہ اس کے نتیجے میں دن بدن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُن کے اندر تشدّد کا رجحان بڑھ رہا ہے ۔ اپنا انتقام لینے کے لئے اُن کے اندر ایسی تحریکات چل رہی ہیں جس کے نتیجے میں آج نہیں تو کل وہاں کئی قسم کے دھماکے ہوں گے اور یہ جو دھماکہ خیز رجحانات ہیں جن کے نتیجے میں جگہ جگہ بم چلائے جاتے ہیں۔ معصوم شہریوں کی زندگی لی جاتی ہے ۔ امنِ عامہ کو برباد کیا جاتا ہے۔ اس کو آپ باہر بیٹھے جتنا مرضی CONDEMN کریں۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اس کے خلاف تقریریں کریں۔ جب تک اُن وجوہات کی طرف متوجہ نہیں ہونے جو یہ باتیں پیدا کرتی ہیں اُس وقت تک اس قسم کی LARGESCALE ، وسیع پیمانے پر CONDEMNATION سے اور اُن پر تنقید کرنے سے تو یہ مسائل حل نہیں ہونگے ۔

## یوگوسلاویہ کے مسائل

پس نسلی تفریقوں کے نتیجے میں جو خطرات ہیں وہ بھی ساری دنیا میں جگہ جگہ پھیلے پڑے ہیں۔ یوگوسلاویہ میں دیکھیں، چھ ری پبلکس ہیں اور ان چھ ری پبلک میں سے ہر ایک، ایک دوسرے سے غیر مطمئن اور ایک دوسرے سے دور بھاگنے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ دو خود مختار ریپبلکس ہیں جو کیتھولک مذہب سے تعلق رکھنے والے اور باوجود اشتراکیت کے لمبے دور کے کیتھولیزم (CATHOLICISM) وہاں آج تک بڑی قوت سے موجود ہے یعنی سیاسی حیثیت میں قوت کے ساتھ موجود ہے، مذہبی حیثیت سے پتہ نہیں کس حد تک موجود ہے۔ ان میں "سلووینیکا (SLOVENICA) اور "کروشیا (CROATIA)" یہ دو بڑے بڑے ری پبلکس ہیں جو سب سے زیادہ امیر بھی ہیں ان کے اندر جو علیحدگی پسندی کے رجحانات ہیں یہ بڑے نمایاں ہو رہے ہیں۔ جنوب میں "سربیا (SARBIA) مسلمان اکثریت کا علاقہ ہے اور اسی طرح ایک اور علاقہ ہے غالباً "کسووو" یا اس قسم کے نام ہیں، مجھے کچھ صحیح تلفظ یاد نہیں مگر البانین زبان بولنے والے جو بھی علاقے ہیں اُن کی بھاری اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ پس وہاں مذہب جمع قومیت اور سابق میں اُن کے ساتھ ظالمانہ سلوک یہ چیزیں مل کر اُن کو آزادی پر انگیخت کر رہی ہیں اور وہاں بھی تحریکات پیدا ہو رہی ہیں اور اس وقت یوگوسلاویہ کی مرکزی حکومت کو ان مسلمان علاقوں سے ایسے خطرات محسوس ہو رہے ہیں کہ ان پر دن بدن زیادہ سختی ہو رہی ہے اور باہر سے لوگوں کیلئے وہاں جانا اور زیادہ مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ باقی جگہ نسبتاً آزادی ہے ......

سپین میں علاقائی تفریق اور اس کے نتیجے میں بموں کے دھماکے ایک لمبے عرصے سے جاری ہیں اور وہ تنازعات ایسے ناسور کی شکل اختیار کر چکے ہیں جو مستقل رستا ہی رہتا ہے، جس طرح آئرلینڈ کا ناسور ہے۔ پھر بین الاقوامی سرحدی تنازعات ہیں۔ پھر ایسے تنازعات ہیں جس میں بعض قوموں نے بعض چھوٹی قوموں پر قبضہ کر لیا ہے اور اُن کے علاقوں کو ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ ضم کر گئے ہیں۔ جہاں تک پرانے تاریخی معاملات ہیں اُن کو نہ بھی چھیڑیں اور حال ہی کی باتیں دیکھیں تو بڑے بڑے خطرات امنِ عالم کو اس قسم کے اختلافات کے نتیجے میں درپیش ہو سکتے ہیں۔ تبت اور چین کا معاملہ ہے۔ اب چین نے تبت پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور ہندوستان نے بھی شور مچایا اور کوشش کی کہ تبت سے چین کو نکال سکے لیکن چین کی غالب قوت نے ہندوستان کی ایک نہیں چلنے دی اور جو تصویریں یہاں کی ٹیلی ویژنز پر تبت کے معاملے میں دکھائی جاتی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ سچی ہیں، پروپیگنڈہ نہیں ہے تو چینی قوم کی طرف سے تبتنین قوم کے اوپر بھی بڑے بڑے مظالم توڑے گئے ہیں۔

اب یہ بتائیے یعنی سوچئے اور غور کیجئے کہ عراق اگر کویت پر قبضہ کرتا ہے تو اس کا موازنہ تبت پر چین کے قبضے سے کیوں نہیں کیا جاتا جبکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ وہاں قومی اختلافات بھی ہیں، نسلی اور مذہبی اختلافات بھی ہیں اور کئی قسم کے اختلافات ہیں جنہیں کچلا گیا ہے۔ جن کے نتیجے میں ایک قوم کو کچلا گیا ہے۔ یہاں تو ایک مسلمان ملک ہی ہے جس نے ایک ہمسایہ ریاست پر اس بناء پر قبضہ کیا کہ عملاً تو ان کے درمیان فرق کوئی نہیں۔ وہی عرب وہ ہیں۔ وہی وہ ہیں۔ جیسے مسلمان یہ ویسے وہ مسلمان۔ لیکن تاریخی طور پر اور نہ زیادہ پرانی تاریخ نہیں، اس دور کی تاریخ میں ہی کویت عراق کا حصّہ تھا اور انگریزی حکومت نے اُسے کاٹ کر جُدا کیا تھا۔ مَیں ہرگز یہ تلقین نہیں کر رہا کہ اس قسم کی تاریخ کے گڑے مُردوں کو اکھیڑا جائے۔ مَیں صرف آپ کو یہ دکھا رہا ہوں کہ بنی نوع انسان کا عراق کیخلاف اجتماع کسی تقویٰ اور انصاف پر مبنی نہیں ہے۔ اسرائیل جب دریائے اردن کے مغربی کنارے پر قبضہ کر لیتا ہے تو اس قبضے کے نتیجے میں کسی کے کان پر جُوں نہیں رینگتی اور کوئی یہ خیال نہیں کرتا کہ اس سے امنِ عالم کو بڑا بھاری خطرہ درپیش ہو گیا ہے۔

## خودغرضی دنیا پر حاکم ہے

پس خودغرضی ہے جو اس وقت دنیا پر حاکم ہے اور خودغرضی سے خطرات درپیش ہیں۔ اور جو طاقتور بڑی قومیں ہیں ان کا رجحان یہ ہے کہ بہت سے خطرات کو اپنے سیاسی مفادات کی خاطر استعمال کرنے کے لئے یہ دبائے رکھتی ہیں اور اپنی سوچوں میں مزے لیتی رہتی ہیں کہ ہاں اگر فلاں شخص نے بدتمیزی کی یعنی فلاں لیڈر نے بدتمیزی کی یا فلاں قوم نے اپنے نئے پینترے دکھائے تو ہم اس صورت میں یہ جو وہاں دبا ہوا خطرہ ہے اس کو ابھار دیں گے اور اس آتش فشاں مادے کو چھیڑیں گے تاکہ پھر ان کو مزہ چکھائیں کہ اس طرح اختلافات ہوا کرتے ہیں۔

اب آپ دیکھیں کہ ایران نے جب امریکہ کے ساتھ سختی کا سلوک کیا۔ جماعت احمدیہ چونکہ انصاف پر مبنی ہے جماعت احمدیہ نے ہرگز ایک دفعہ بھی ایران کے اس معاملے میں تائید نہیں کی کہ امریکہ کے سفارت کاروں کو وہ اپنے قبضے میں لے لیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سفارت کاروں کا جو تقدس قائم فرمایا ہے اور اس بارے میں جو عظیم الشان تعلیم عطا کی ہے اس تعلیم سے انحراف کسی مسلمان حکومت کو زیب نہیں دیتا۔ پس ہم نے اُن کی تائید نہیں کی لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یکطرفہ ظلم تھا، امریکہ نے شاہِ ایران کے ذریعے ایک لمبے عرصے تک ایسے مظالم توڑے ہیں ایران کے عوام پر اور اس طرح جبر و استبداد کا اُن کو نشانہ بنایا گیا کہ اس کے نتیجے میں پھر دماغی توازن قائم نہیں رہتے۔ پھر جب انتقام کا جذبہ ابھرتا ہے تو وہ کہاں متوازن سوچوں کے ساتھ صحیح رستوں پر چلایا جا سکتا ہے۔ انتقام تو پھر اعتدال کی راہ نہیں دیکھا کرتا۔ وہ تو سیلاب کی صورت میں ابھرتا ہے۔ اور سیلاب کبھی یہ تو نہیں ہوا کرتا کہ دریاؤں کے رستوں کے اوپر بعینہٖ ان کی حدود کے اندر چلیں۔ سیلاب تو کہتے ہی اس کو ہیں جو کناروں سے اُچھلنے والا پانی ہوتا ہے۔ پس انتقام کے جذبے بھی کناروں سے اُچھلتے ہیں اور ان کے نتیجے میں پھر یہ زیادتیاں ہوتی ہیں جیسے آپ نے دیکھیں لیکن اس پر جو انتقامی کارروائی پھر ایران کے خلاف کی گئی اس میں عراق کو استعمال کیا گیا اور عراق کو اس طرح استعمال کیا گیا کہ عراق کا ایران سے ایک تاریخی سرحدی اختلاف پایا جاتا تھا اور دونوں قوموں کے اندر اس بات پر اتفاق نہیں تھا کہ کہاں ایران کی حدیں ختم ہوتی ہیں اور عراق کی شروع ہوتی ہیں یا عراق کی ختم ہوتی ہیں اور ایران کی شروع ہوتی ہیں۔ وہ خطرات ہمیشہ سے ترقی یافتہ بیدار مغز قوموں کی نظر میں تھے۔ اس موقعہ پر اُن کو استعمال کیا گیا۔ اس موقعہ پر عراق کو شہ دی گئی اور مدد کے وعدے دیئے گئے۔ میں نے جب پہلے اپنی کتاب MURDER IN THE NAME OF ALLAH میں یہ لکھا کہ سعودی عرب نے ان کی مدد کی تھی اور سعودی عرب نے ہی انگیخت کیا تھا تو بعض لوگوں نے مجھے کہا کہ ثبوت کیا ہیں؟ یہ تو آپ کے اندازے ہیں اب ثبوت سامنے آگیا ہے۔ سعودی عرب ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ ایسا ظالم ملک ہے کہ ہم نے ہی تو اس کو لڑنے کی طاقت دی تھی۔ ہم نے ہی تو ایران کے مقابل پر اس کی پشت پناہی کی تھی اور اب ہمیں آنکھیں دکھانے لگا ہے تو کھُل کر دنیا کے سامنے یہ حقیقت آچکی ہے۔

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو خطرات مختلف جگہوں پہ دبے ہوئے ہیں اور بے شمار ایسی قسمیں ہیں ان دبے ہوئے خطرات کی۔ کشمیر کا جھگڑا بھی انہیں میں شامل ہے اور بہت سے جھگڑے ہیں۔ ان دبے ہوئے خطرات کو یہ قومیں دیکھتی ہیں اور اس کے باقاعدہ جغرافیہ میں نقشے بنائے جاتے ہیں کہ کہاں کہاں کون سی معدنیات دفن ہیں، اسی طرح سیاست کے نقشے بھی بنے ہوئے ہیں۔ جو بیدار مغز، تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ قومیں ہیں ان کے ہاں باقاعدہ اس کے نقشے موجود ہیں اور ان کو علم ہے کہ کس وقت کس خطرے کو ابھارنا ہے اور کس بم کو چلانا ہے اور دھماکہ پیدا کرنا ہے اور یہ جو نیتیں ہیں یہ ساری انتقامی کارروائیوں کی غرض سے خاموشی سے ان کے ذہنوں میں موجود رہتی ہیں۔ ظاہر اس وقت ہوتی ہیں جب ان کے خودغرضانہ مفادات ان کو ظاہر ہونے پر مجبور کر دیں۔

ورنہ ذہنوں میں موجود ہیں اور مغربی ڈپلومیسی کا حصہ ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ مسلمان ممالک بھی اسی سیاست میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ہندو ممالک بھی اسی سیاست میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اور بدھسٹ ممالک بھی اسی سیاست میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ساری دنیا پر اس ظالمانہ سیاست نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے اوپر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود غرضی راج کر رہی ہے، ناانصافی راج کر رہی ہے۔

## روس امریکہ کی صلح سے چھوٹے خطرات ابھر آئے ہیں

ان خطرناک رجحانات کا جب تک قلع قمع نہ کیا جائے اسوقت تک

دنیا امن میں نہیں آسکتی اور جنگ کے سائے دنیا کے اوپر سے نہیں ٹلیں گے بلکہ اب جب کہ روس اور امریکہ کی صلح ہوچکی ہے یہ چھوٹے چھوٹے خطرات زیادہ قوت کے ساتھ ابھریں گے اور ان کو اب آتش فشاں پہاڑوں کی طرح جاگ کر آگ برسانے سے کوئی دنیا میں روک نہیں سکے گا کیونکہ دنیا کی بعض اور عظیم قوموں کے مفادات یہ چاہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں چھیڑ خانی چلی جائے۔ غالب کہتا ہے۔

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

اب یہ بڑی قومیں جو آپس میں خوباں نہیں تھیں اسوقت بھی ان کی چھیڑیں جاری تھیں اب ان کی صلح ہو گئی ہے تو یہ چھوٹی چھوٹی قومیں ان کے لئے خوباں بن گئی ہیں۔ ان کے ساتھ وصل تو ان کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ حسرتوں کی چھیڑ خانی اب باقی رہ گئی ہے۔ اب یہ جو مضمون ہے۔ سو فیصدی تو کچھ شعر اطلاق نہیں پاتے۔ اسلئے اسے کچھ تھوڑا سا حالات پر چسپاں کرنے کے لئے مجھے مولڈ (Mould) کرنا پڑے گا۔ یہ حسرتوں کی چھیڑ خانی جب محبوب اور عاشق کے درمیان ہوتی ہے تو مارا تو ہمیشہ عاشق ہی جاتا ہے۔ کیونکہ محبوب طاقتور ہوتا ہے۔ اور عاشق کمزور ہوتا ہے۔ معشوق کو عاشق پر ہمیشہ غلبہ رہتا ہے۔ لفظوں کی تفریق ہی یہ بتا رہی ہے کہ معشوق وہ ہے جو عاشق پر حکومت کرے تو یہاں عشق اور معشوقی کا معاملہ تو نہیں ہے مگر غلبے اور مغلوبیت کا معاملہ ضرور ہے۔ طاقت اور کمزوری کا تعلق ضرور ہے۔ پس یہاں اگر خوباں سے چھیڑ چلے گی تو حسرت ہمیشہ کمزور کے حصے میں آئے گی۔ حسرت کبھی محبوب کے حصے میں نہیں آیا کرتی۔ حسرت ہمیشہ محبت کرنے والے کے حصے میں آیا کرتی ہے۔

## جماعت احمدیہ عالمی جہاد کرے

پس بہت سی حسرتیں ایسی ہیں جو ہم کمزور غریب قوموں کے حصے میں آنے والی ہیں اور چھیڑ خانی سے ان لوگوں نے باز نہیں آنا۔ اس لئے جماعتِ احمدیہ کا فرض ہے ........ اور جس ملک میں بھی احمدی بستے ہیں وہ ایک جہاد شروع کر دیں ان کو بتائیں کہ تمہارا آخری تجزیہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمہارے ہر قسم کے خطرات کی بنیاد خود غرضی اور ناانصافی پر ہے۔ دنیا کی قوموں کے درمیان جو چاہیں نئے معاہدات کرلیں۔ جس قسم کے نئے نقشے بنانا چاہتے ہیں بنائیں اور ان کو ابھاریں لیکن جب تک ...... عدل کی طرف واپس نہیں آئیں گے (واپس کیا؟ وہ چلے ہی نہیں تھے وہاں سے) اسلئے یوں کہنا چاہیئے جب تک ...... عدل کی طرف نہیں آئیں گے جب تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق میں پناہ نہیں لیں گے جو تمام جہانوں کے لئے ایک رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اسلئے صرف اور صرف آپؐ کی تعلیم ہے جو بنی نوع انسان کو امن عطا کر سکتی ہے۔ باقی ساری باتیں ڈھکوسلے ہیں۔ جھوٹ ہیں۔ سیاست کے فسادات ہیں۔ ڈپلومیسی کے دجل ہیں۔ اسکے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

پس امنِ عامہ کے قیام کی خاطر یا امنِ عالم کے قیام کی خاطر آج صرف جماعتِ احمدیہ ہے جس نے صحیح خطوط پر ایک عالمی جہاد کی بناء ڈالنی ہے۔ اس لئے میں آپ سب کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دنیا سے تعصبات کے خلاف جہاد شروع کریں اور دنیا سے ظلم و ستم کو مٹانے کے لئے جہاد شروع کریں۔ سیاست سے عدل کو روشناس کرانے کیلئے جہاد شروع کریں۔ اگر یہ سب کچھ ہو تو یونائیٹڈ نیشنز یعنی اقوام متحدہ کی سوچ میں ایک انقلابی تبدیلی برپا ہو جائے گی۔ پھر اقوامِ متحدہ کی بہت سی کمیٹیاں ایسی بنائی جائیں گی جو جس قسم کے خطرے میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں، اُن کے اوپر غور کرنے کے لئے اور اُن خطرات کے ازالے کی خاطر وہ کام شروع کریں گی اور اُس کے لئے اِن کو دنیا میں ایسے منصف مزاج سابق میں عدلیہ سے تعلق رکھنے والے کارکن مل سکتے ہیں۔ جن کے انصاف کے اوپر دنیا کو کوئی شک نہیں ہے۔ مثلاً "ڈوشین" ہیں کینیڈا کے ایک جسٹس ([illegible]) اُن کی انصاف کے نقطۂ نگاہ سے بڑی شہرت ہے۔ ہمارے پاکستان میں ہمارے پارسی ایک جسٹس تھے۔ جسٹس دراب پٹیل صاحب جنہوں نے اس وجہ سے استعفیٰ دے دیا تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ فوجی انقلاب کے نتیجے میں جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں ان کے لئے کوئی منصفانہ بنیاد نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا انصاف کے نقطۂ نگاہ سے ایک تقویٰ کا مقام ہے۔ تقویٰ ایک بہت بڑا وسیع لفظ ہے۔ غیر مذہبی اقدار پر بھی تقویٰ کا لفظ صادق آتا ہے کیونکہ اخلاقِ حسنہ بالحقیقت اپنی آخری شکل میں خدا ہی سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ پس جو جسٹس، جو منصف اپنے انصاف میں جن دوسری اغراض اور اثرات سے بالا ہو جائے اس کو انصاف کے لحاظ سے ہم متقی کہہ سکتے ہیں۔ پس ایسے متقی جسٹس آپ کو پاکستان میں بھی ملیں گے، ہندوستان میں بھی ملیں گے، سپین میں بھی ملیں گے۔ میں جب پرتگال گیا تھا تو وہاں ایک سابق جسٹس سے میری ملاقات ہوئی جن کو پرتگال کی حکومت اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھی۔ کیونکہ یونائیٹڈ نیشنز نے بین الاقوامی معاملات میں جہاں ناانصافیاں ہو رہی ہیں ان پر غور کرنے کا کام اُن کے سپرد کیا تھا اور اُن کے بعض فیصلے پرتگال کے خلاف تھے۔ وہ پُرتگیز تھے۔ اُن سے جب میں ملا تو انہوں نے ہنس کر کہا کہ تم اپنے مظالم کے قصے، ناانصافیوں کے قصے بتا رہے ہو۔ میں تو آواز اٹھاؤں گا۔ لیکن کیا آواز، کن کانوں پر پڑنے کے لئے آواز اٹھاؤں گا۔ کیونکہ جس ملک میں میں بس رہا ہوں۔ جہاں ساری عمر میں نے عدالت کی ہے یہ خود مجھ سے ہی اس معاملے میں انصاف نہیں کر رہے اور دنیا کی ساری قومیں ناانصافی پر مبنی ہیں دوستانہ ماحول میں بڑی لمبی گفتگو ہوئی۔ بہت معمر بزرگ ہیں۔ انسانی قدروں کے لحاظ سے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن سیاسی نقطۂ نگاہ سے ان کو ایک طرف پھینکا گیا ہے۔

تو دنیا میں شریف النفس، انصاف پر قائم عالمی شہرت رکھنے والے ایسے سابق جسٹس مہیا ہو سکتے ہیں۔ یا دوسرے بعض سیاستدان اتفاق سے ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کی انصاف کے لحاظ سے شہرت ہو جاتی ہے۔ ان کو چن کر، نہ کہ جتھہ بندی کے نتیجے میں لوگوں کو چنا جائے۔ پس انصاف کے نقطۂ نگاہ سے اگر ایسے لوگوں کو چن کر عالمی خطرات کو مختلف قسموں میں بانٹ کر مختلف کمیٹیاں بنائی جائیں اور یہ فیصلہ ہو کہ ان خطرات کو ہمیشہ کیلئے مٹانے کے لئے بنیادی جھگڑوں کی وجہ پر غور ضروری ہے اور قوموں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے اور زیادہ سے زیادہ کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ جھگڑوں کی تہہ سمجھ کر ان کی تہہ تک پہنچ کر دونوں متقابل یا متصادم قوموں کو پہلی سٹیج پر سمجھایا جائے اور ساری دنیا کی اس نقطۂ نگاہ سے تربیت کی جائے اور دنیا کی رائے عامہ کو بتایا جائے کہ یہ یہ جھگڑے ہیں۔ ان میں ہماری کمیٹیوں نے یہ یہ کام کئے ہیں۔ یہ حقیقی صورت ابھر کر سامنے آئی ہے۔ پس حل تو اس سٹیج کے اوپر ایک دم نہیں سوچے جا سکتے کیونکہ یہ معاملے بعض صورتوں میں بے حد الجھے ہوئے ہیں۔ لیکن حل تلاش کرنے کی کوشش شروع کرنی ضروری ہے۔ پس جن لوگوں کو یعنی جن قوموں کو آج عراق میں ایک خطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ میں اُن کو ہزار خطرے سارے عالم میں پھیلے ہوئے دکھا سکتا ہوں۔ اگر وہ واقعی امنِ عالم کے خواہاں ہیں تو جیسا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا ہے وہ انصاف پر قائم ہو کر، اسلامی انصاف پر قائم ہو کر جو نہ مشرق جانتا ہے، نہ مغرب، نہ شمال اور جنوب کی تقسیم سے واقف ہے بلکہ محض اللہ کو پیشِ نظر رکھ کر ایک نظریۂ انصاف پیش کرتا ہے۔ اس اسلامی انصاف پر قائم رہ کر اگر یہ اپنے تنازعات کو حل کرنے یا دنیا کے تنازعات اور جھگڑوں کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کو امن نصیب ہو سکتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دستِ شفقت سے یہ امن نصیب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی نبی ہے جسکو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا ہے۔ پس جسے خدا نے سب دنیا کی قوموں اور سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اسکے سامنے جب تک تم دستِ سوال نہیں بڑھاتے جب تک اس سے فیض نہیں پاتے تم دنیا کو امن نہیں عطا کر سکتے۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کو ایک عالمگیر جہاد شروع کر دینا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہو۔"

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی، ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالباسط شاہد

# حضرت مولنا ابوالعطاء صاحب

ہمارے نہایت شفیق و مہربان بزرگ استاد حضرت مولنا ابوالعطاء صاحب کو ہم سے جدا ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ عام طور پر تو کہا جاتا ہے کہ وقت بہت بڑا معالج ہے اور یہ کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جدائی اور کمی کے احساس کی شدت کم ہوتی جاتی ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض وجودوں کے متعلق یہ کلیہ اور اصول غلط ہو جاتا ہے اور ان کی یاد کثرت سے آتی ہے اور دل میں ایک ہوک اور کسک سی اٹھتی رہتی ہے۔ ایسی ہی ہستیوں میں سے ایک ہمارے بزرگ استاد بھی تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آپ کی غیر معمولی خدمات کی وجہ سے آپ کا ذکرِ خیر جماعت کے اخبارات و رسائل میں آ چکا ہے اور آئندہ بھی ضرور آتا رہے گا۔ خدا کرے کہ ان کی قابل اور خادمِ دین اولاد یا کوئی شاگرد آپ کے حالاتِ زندگی مرتب کر کے شائع کروائیں تا آئندہ آنے والے اس خادمِ احمدیت جسے حضرت فضلِ عمر کی طرف سے "خالد" کا خطاب ملا تھا۔ کی خدمات و قربانیوں سے واقفیت حاصل کر کے فائدہ حاصل کر سکیں۔ درج ذیل سطور میں حضرت مولنا موصوف کی زندگی کے صرف ایک پہلو سیر چشمی اور فراخ حوصلگی کے اس حصہ کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔ جن کا تعلق راقم الحروف سے ہے۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ خاکسار آپ کے ہزاروں شاگردوں میں کسی لحاظ سے بھی کوئی نمایاں مقام نہ رکھتا تھا بلکہ ایک عام اوسط درجہ کا طالبِ علم تھا۔ اسوجہ سے جو بھی ملاطفت اور حسنِ سلوک استاد محترم کی طرف سے ہوا وہ سراسر ان کے غیر معمولی بلند کردار و اخلاق کا مظہر ہے اور اس میں میری کسی خوبی کا کوئی دخل نہ تھا۔ اس سلسلہ میں یادوں کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ پڑھائی کے دوران یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ چائے یا کھانے پر بلانے کے بہانے ہی تلاش کرتے رہتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ سے فراغت کے بعد خاکسار کو جماعت کراچی میں خدمات بجا لانے پر مقرر کیا گیا۔ جماعت کا طریق یہ تھا کہ ہمارے وہ ساتھی جو جماعتی خدمات کے لئے بیرون ملک تشریف لے جاتے انہیں جامعہ احمدیہ اور بعض دوسرے اداروں کی طرف سے "الوداعی پارٹیاں" دی جاتیں۔ مگر اندرون ملک خدمات کا موقعہ پانے والے چونکہ کثرت سے مرکز میں آتے جاتے رہتے تھے۔ اسلئے ان کے لئے ایسا کوئی اہتمام کرنے کی ضرورت نہ سمجھی جاتی تھی۔ میرے ایک دوست نے مکرم مولنا صاحب کی خدمت میں (جو اس وقت پرنسپل جامعہ تھے) عرض کیا کہ ہمارے یہ دوست کراچی جا رہے ہیں ہماری یہ خواہش ہے کہ انہیں بھی جامعہ کی طرف سے الوداعی پارٹی دی جائے۔ حضرت مولوی صاحب بلا تامل بلکہ بخوشی رضامند ہو گئے اسی وقت انتظامات شروع ہو گئے اور اگلے دن جامعہ کے نو تعمیر وسیع ہال میں الوداعی تقریب ہوئی جس میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ۔ حضرت مولوی محمد دین جیسے اکابرینِ جماعت شامل ہوئے اور ہمیں ان کی نصائح سننے اور دعائیں حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔

یہاں یہ امر بھی بطورِ لطیفہ بیان کرنا غیر ضروری نہ ہو گا کہ کراچی جانے سے پہلے حضرت فضلِ عمر کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار اپنے متعدد ساتھیوں کے ساتھ ایک علمی کام کی سرانجام دہی پر مقرر تھا۔ کراچی جانے کے چند دن بعد ہی جب حضور کی خدمت میں اس کام کی رپورٹ پیش ہوئی اور خاکسار کے کراچی جانے کا ذکر ہوا تو حضور نے فوری طور پر واپس بلانے کا ارشاد فرمایا خاکسار حضور کے اس ارشاد کی اطلاع بذریعہ تار ملنے پر کوئی دو ہفتہ بعد ہی ربوہ واپس آ گیا۔ حضرت مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی اپنی مخصوص پیاری مسکراہٹ سے نوازتے ہوئے فرمایا "اسی لئے پاکستان کے مربیوں کو پارٹیاں نہیں دی جاتیں"

خاکسار ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ مشرقی افریقہ جا رہا تھا۔ استاد محترم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی آپ کو جب میرے پروگرام کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ بہت نیک خواہشات کا اظہار فرمایا۔ بہت دعائیں دیں۔ بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمانے لگے کہ ایسے موقع پر الوداعی پارٹی ہونی چاہیئے۔ میرے انکار کے باوجود برادرم عطاء الکریم صاحب کو بلا کر بعض معززینِ جماعت کی فہرست دے کر انہیں اطلاع کروانے کی ہدایت کی اور اپنی ذاتی حیثیت میں اپنے ایک ادنیٰ شاگرد کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

دوسری دفعہ خاکسار ۷۵ء میں کینیا جا رہا تھا تو حضرت مولوی صاحب نے گھر پر بعض اور دوستوں کے ساتھ دعوت کی۔ ہر دو مواقع پر ریلوے سٹیشن پر الوداع کرنے کیلئے بھی تشریف لائے۔ اس سلسلہ میں ایک لطیفہ یاد آگیا۔ جو حضرت مولنا کی عظمت کے ساتھ ساتھ ان کی خوش طبعی اور حسنِ مزاح کا آئینہ دار بھی ہے۔ سٹیشن پر خاکسار سے پوچھنے لگے کہ آپ اکیلے ہی جا رہے ہیں نا۔ فیملی تو ساتھ نہیں جائے گی؟ عرض کیا کہ جی ہاں اکیلا ہی جا رہا ہوں۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی جیب سے بادام نکال کر مجھے دیتے ہوئے فرمایا" پھر یہ بادام کھا لو"

تیسری دفعہ جب خاکسار زمبیا جا رہا تھا تو محض اس خیال سے کہ استاد محترم سے اسطرح ہر دفعہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے میں نے جان بوجھ کر انہیں اس پروگرام کے متعلق پہلے نہ بتایا بلکہ ایسے وقت بات کی جب کہ گاڑی کی روانگی میں بہت تھوڑا وقت باقی تھا۔ کسی قدر خفگی سے (اس خفگی میں کتنا پیار تھا!!!) فرمانے لگے آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ آپ نے یہ اچھا کام نہیں کیا۔ چلیں ابھی گھر چل کر اکٹھے چائے پیتے ہیں عرض کیا کہ اب تو وقت ہی نہیں ہے گاڑی نکل جائے گی۔ مگر آپ اصرار کر کے بعض اور دوستوں کو بھی ہمراہ لیتے ہوئے گھر لے گئے اور پھر اپنے جذبہ شاگرد نوازی کی تسکین پر خوشی محسوس کرتے ہوئے ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اور یہی ہماری آخری ملاقات تھی۔

خالدہ آفتاب احمد

# عیادت کیسے کی جائے

ایک مریض کی عیادت بہت بڑی نیکی ہے۔ لیکن عیادت سے کیا مراد ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے متعلق معاشرہ کو غور و خوض کرنا چاہیئے۔

○ کیا عیادت سے یہ مراد ہے کہ ہسپتال کے نظام میں مخل ہوں مریض کی چارپائی کے گرد ہر وقت جمگھٹا لگا رہے۔ مریض کے علاج میں مخل ہوں اور مریض کے لواحقین کو مریض کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے اپنی طرف متوجہ رکھیں۔

○ کیا عیادت سے یہ مراد ہے؟ مریض کے اہلِ خانہ کے گھر لوگوں کا تانتا بندھا رہے اور مریض کے لواحقین ان کی خاطر تواضع میں مصروف رہیں۔

○ کیا عیادت سے یہ مراد ہے؟ کہ ہم مریض کے گھر جا کر اپنی شکل دکھا آئیں تاکہ ہمارا نام بھی عیادت کرنے والوں میں شمار کر لیا جائے۔

○ اگر غور کیا جائے تو ایسی عیادت نہ مریض کو کچھ فائدہ پہنچاتی ہے اور نہ اس کے لواحقین کے کسی کام آتی ہے۔ بلکہ اُلٹا مریض کے آرام میں اور لواحقین کے آرام میں مخل ہوتی ہے

پھر عیادت کیا ہے؟ اسکی مندرجہ ذیل اقسام ہو سکتی ہیں۔

۱:۔ مریض اور اس کے لواحقین کی مالی امداد کی جائے۔

۲:۔ اگر خون کے عطیہ کی ضرورت ہو تو خون دیا جائے۔

۳:۔ اگر ادویات کی ضرورت ہو تو ادویات منگوا کر دی جائیں۔

۴:۔ مریض کے لواحقین کے ساتھ مل کر ڈیوٹی دی جائے تاکہ انہیں آرام کرنے کا وقت مل سکے۔

۵:۔ مریض کے لئے پھل لے کر جایا جائے۔

۶:۔ اگر ان باتوں میں سے کچھ بھی نہ کر سکیں تو مریض کے لئے دعا کیجائے۔

۷:۔ اگر ٹیلی فون کی سہولت مہیا ہے تو ٹیلی فون پر عیادت کر لی جائے۔ اور ہر قسم کی مدد کی پیشکش کی جائے تاکہ نہ ہسپتال کے نظام میں مخل ہوں اور نہ گھر والوں کے کام کاج میں مخل ہوں۔ اگر ٹیلی فون کی سہولت میسر نہ ہو تو خط و کتابت سے مریض کی عیادت کر لی جائے۔

ان باتوں کے علاوہ صدقہ و خیرات بھی مریض کی عیادت میں شامل ہے۔

(الفضل۔ بات اچھی ہے لیکن نامکمل معلوم ہوتی ہے۔ دیگر قارئین اس سلسلہ میں کوئی مزید مشورہ دینا چاہیں۔ تو اختصار کے ساتھ تحریر فرمائیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

## ملکی خبریں

○ صدر مملکت نے ڈاکٹروں سے کہا ہے کہ وہ دیہی علاقوں میں کلینک کھول کر عوام کی خدمت کریں۔ انہوں نے ادویات کے شعبہ میں خود انحصاری کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ وہ ایبٹ آباد میں ایوب میڈیکل کالج اور ہسپتال کمپلیکس کا افتتاح کر رہے تھے۔

○ وزیر اعظم نے مسلم لیگ کے یوم تاسیس کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ انتخابات میں ہمیں اس قدر نشستیں حاصل ہونگی تو ہم صرف قابل اور اہل افراد کو ٹکٹ دیتے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ملک سے رشوت۔ مہنگائی۔ لاقانونیت اور ڈاکہ زنی کو ختم کر دیا جائیگا۔

○ حکومت نے مشترکہ مفادات کی کونسل کے ارکان نامزد کر دیئے ہیں۔ کونسل کا پہلا اجلاس ۱۲ جنوری کو ہوگا۔ وزیر اعظم کی سربراہی میں قائم کی گئی کونسل میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور چند وفاقی وزراء شامل ہیں۔

○ سابق وزیر اعظم اور پی ڈی اے کی سربراہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا کہ ہم اسلامی شریعت کے نفاذ کے خلاف نہیں لیکن موجودہ بل ایک فرقہ وارانہ دستاویز ہے ہماری پارٹی شریعت بل پر قومی اتفاقِ رائے چاہتی ہے۔

○ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ایک قرار داد منظور کی ہے جس میں رکن ملکوں اور عالمی مالیاتی اداروں پر زور دیا گیا ہے کہ خلیج کے بحران سے متاثر ہونے کی وجہ سے پاکستان کی فوری امداد کی جائے۔

○ ایک اطلاع کے مطابق محکمہ ریلوے نے یکم جنوری سے نیوز پارسلوں کے لفافوں کا کرایہ پانچ گنا بڑھانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

## غیر ملکی خبریں

○ بی بی سی نے اطلاع دی ہے کہ بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات کیوجہ سے صورتحال ابھی تک کشیدہ ہے علی گڑھ شہر میں دو افراد ہلاک اور سات زخمی ہو گئے۔ بموں کے دھماکوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

○ روس کے تین ہزار ماہرینِ صنعت نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ ۱۹۹۱ء کا سال غذائی قلت کے بحران اور اقتصادی بدحالی کے لحاظ سے پچھلے سال سے بھی بدتر ہوگا۔

○ روس اور اسرائیل نے سفارتی تعلقات مستحکم کرنے کے لئے سفارتی عملے میں اضافے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی ایک دوسرے کے ملکوں میں ان کے مکمل سفارت خانے قائم ہو جائینگے۔


خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

"THE BEST" رزلٹ دینے والا ادارہ

**آپ کے لئے**

★ امسال سے میٹرک سائنس کلاسز بھی شروع کی جا رہی ہیں۔

★ داخلہ / رجسٹریشن ۵۔ جنوری سے شروع ہے (داخلہ TEST کے ذریعے ہوگا)

★ لڑکوں کا مڈل و ہائی سیکشن علیحدہ عمارت (۱۱/۴ دارالصدر) میں شفٹ ہوگیا ہے۔

★ داخلہ / رجسٹریشن اور باقی امور کے لئے اسی آفس (۱۱/۱۷ دارالصدر) سے رجوع کریں۔

ڈائریکٹر

**الاحمد کیمبرج اکیڈمی**

۱۱/۱۷۔ دارالصدر جنوبی ۔ ربوہ


# اطلاعات و اعلانات

## درخواست دعا

○ عزیز نور احمد طارق ولد مکرم محمد ارشد صاحب طارق دارالنصر غربی ربوہ کے پیٹ کا چوتھا اپریشن لاہور میں ہوا ہے۔

○ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب کی اہلیہ امۃ الحیٔ صاحبہ کو ۲۳، دسمبر کو جودل کا حملہ ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا زور تو ٹوٹ چکا ہے۔ لیکن شوگر اور دیگر عوارض سے دوچار ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب آف عارف والہ حال مقیم دارالعلوم غربی ربوہ دائیں پھیپھڑے میں انفکشن کی وجہ سے شدید علیل ہیں۔

○ مکرم محمد امین صاحب چاہل دارالصدر جنوبی ربوہ کی والدہ صاحبہ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ فالج لاہور میں بیمار ہیں۔ احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

## تقریب نکاح

مکرم محمد اشرف صاحب جاوید ابن محمد ارشد صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ عالیہ طاہر بنت مکرم طاہر احمد صاحب تنویر ڈپٹی الیکٹریکل مینجر پاک سعودی فرٹیلائزرز آف میرپور ماتھیلو محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے مورخہ ۲۱، دسمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر بیت المبارک میں مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

عزیز محمد اشرف صاحب جاوید ادارہ الفضل کے سابق ہیڈ کاتب مکرم منشی محمد اسماعیل صاحب کے پوتے ہیں۔

احباب کرام کی خدمت میں رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

## اعلان گمشدگی

○ مکرم فضل داد صاحب محلہ دارالفتوح ربوہ کی نیشنل بنک ربوہ کی پنشن پاس بک نمبر ۱۴۹۳۳، دارالفتوح سے شہر آتے ہوئے کہیں گر گئی ہے۔ جس میں پنشن لینے والا فارم بھی ہے۔ براہ کرم جن صاحب کو یہ پاس بک ملے وہ نیشنل بینک ربوہ میں پہنچا دیں۔


نئی صدی کی محراب گزرنے کا حق ادا کرنے کے لئے

اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے

**الرّحیم**

جیولرز

خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون: 629443 626280



احباب جماعت کو سال نَو کی مُبارک باد

اللہ تعالیٰ ہر دم حافظ و ناصر ہو اور حضور پُرنور کے وطن واپسی کی راہیں صاف فرمائے

**فہیم گارمنٹس**

گول بازار (باجوہ مارکیٹ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احباب جماعت کو

## سالِ نو کی مبارکباد!

خدا تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی سے رکھے اور
دونوں جہان میں اپنے پیار کی جنت نصیب کرے

مینیجر ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

---

روائتی زیورات
جدید فیشن کے ساتھ

## شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

فون
دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

---

حصولِ روزگار کا نادر موقعہ

ربوہ کے طلباء کیلئے خصوصی رعایت

لاہور شہر میں اردو، انگلش کمپیوٹر کمپوزنگ آپریٹر کا کورس صرف ۲ ماہ میں مکمل کر کے جاب کی یقینی پیشکش حاصل کریں ۔ معیار : کم از کم میٹرک کے ساتھ انگلش ٹائپ کا جاننا ضروری ہوگا

## سلور لنک کمپوزنگ سنٹر

رضیہ محل نمبر ۲ رائل پارک لاہور فون: ۸۶۹۸۸۷

ربوہ میں رابطہ : انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس
ریلوے روڈ ۔ ربوہ
فون : ۳۴۳

---

احباب جماعت کی خدمت میں نئے سال کے موقع پر
مبارکباد پیش کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہر دم حافظ و ناصر ہو اور
حضور پُر نور کے وطن واپسی کی راہیں
صاف فرمائے

## مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، لاہور، کراچی

---

## ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ خاکسار نے اپنی دکان تبدیل کر لی ہے ۔ نئی دکان ذیشان جنرل سٹور ۔ اقصیٰ روڈ کے ساتھ ہے۔

میاں نسیم احمد طاہر گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ
فون دکان : ۸۳۷
فون گھر : ۷۱۷

---

زرینہ اولاد سے محروم حضرات اور اٹھراء کی شکار
دُکھی عورتوں کیلئے امید کی کرن

## اٹھراء کی گولیاں

عورتوں اور بچوں کے علاج کیلئے ہم سے رجوع کریں

## گولڈن پلز طاقت کا سرچشمہ

اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مفید اور مقوی

زیر نگرانی : مرض اٹھراء کے مشہور معالج
حکیم عطاء الرحمٰن علوی اینڈ سنز ولد حکیم نظام جان

دواخانہ محافظِ صحت گول چوک اوکاڑہ

---

ہومیو پیتھک کلینک

## حنیف

۱۷۶ ۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری
ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

موسم سرما کے اوقات کار : -
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک
شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہتا ہے

خاکسار : ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

---

خالص سونے چاندی کیساتھ
بہترین ورائٹی کا مرکز

## طاہر گولڈ سمتھ

فون دوکان : ۶۴۳ بالمقابل ایجنسی لائف گیس اقصیٰ چوک ربوہ ۔ فون رہائش: ۷۵۶

---

نیا سال احباب جماعت کو مبارک ہو

## حکیم انوار احمد جان

## دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۲
فون نمبر ۷۳۹۹۷

---

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص مناسب علاج

## کریم میڈیکل ہال

گول امین پور بازار ۔ فیصل آباد
فون ۳۴۱۳۴

---

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

## الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

---

نئے سال کی خوشیوں کے موقع پر
احباب جماعت کو

## دِلی مبارکباد

(ڈاکٹر راجہ ہومیو)

## کیوریٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ)

ربوہ

☎ : سیلز : 771
کلینک : 606
رہائش ڈاکٹرز : 607